1´

یومِ شک کا روزہ رکھوانے اور تیس رمضان کے روزے سے محروم کرنے والے مفتی صاحبان کا حکم

اور

پرائیویٹ رویت ہلال کمیٹیوں کی شرعی حیثیت

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن و

مفتی نظام الدین سرکانی پشاور

ناشر

ادارہ عرفان التوقیت

فون نمبر: 3531226 332 92+

fb.com/ilmetauqeet

سوال:

میں پشاور کے نواحی علاقے کا رہائشی ہوں اور ایک مسجد کی خدمت بھی میرے پاس ہے۔میرے علاقے میں ایک پرائیویٹ رویت ہلال کمیٹی قائم ہے، جو رمضان اور عیدالفطر کے موقع پر لوگوں سے گواہیاں لیتی ہے، وہ لوگ خود ہی فیصلہ کر کے رمضان اور عیدالفطر کا اعلان کر دیتے ہیں، اس پرائیویٹ کمیٹی کے اعلانات کے مطابق مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے سرکاری اعلان سے ایک دن پہلے رمضان اور عیدالفطر کا آغاز ہوجاتا ہے۔ پرائیویٹ کمیٹی چونکہ علاقے، برادری اور مقامی لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے،اس لیے اس کے فیصلے سے انحراف کر کے مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے ساتھ آغاز رمضان اور عیدالفطر کرنا میرے لیے تقریباً ناممکن ہوجاتا ہے۔مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے ساتھ میرا اعلانیہ رمضان اور عیدالفطر کا اعلان کرنا فتنہ وفساد، معاشرتی بائیکاٹ اور نفرت کا سبب بنے گا۔میری طرح کے اور بھی بہت سے ائمہ ہیں جو بادلِ ناخواستہ اس فتنہ، فساد، بائیکاٹ اور نفرت کے خوف سے پرائیویٹ کمیٹی کے ساتھ رمضان اور عیدالفطر کا آغاز کرتے ہیں۔میرا ذاتی عمل یہ ہے کہ میں آغاز رمضان سے پہلے نفلی روزے کی نیت مجبوراً کرتا ہوں اور عیدالفطر روزہ رکھ کر پڑھا رہا ہوتا ہوں، اب اس ساری صورت حال میں مجھے آپ سے شرعی رہنمائی درکار ہے:

1۔پرائیویٹ کمیٹی کے اعلان کے مطابق آغاز رمضان اور عیدالفطر کرنا شرعاً کیسا ہے؟۔

2۔جو مسلمان مجبوراً پرائیویٹ کمیٹی کے اعلان کے مطابق رمضان شروع کرتے ہیں اور عیدالفطر مناتے ہیں، کیا ان کا پہلا روزہ رمضان ہی میں ہوا اور ان کی عیدالفطر تیس

رمضان کو ہوئی یا یکم شوال کو؟۔

3۔آخری شعبان کو مجبوراً روزہ رکھنے اور تیس رمضان کو عید الفطر منانے سے کیا ہم لوگ گنہگار ہوں گے،اگر شرعاً گنہگار ہوئے تو اس گناہ کا وبال کس کے سر ہوگا اور کیا ان کو قضا روزہ رکھنا پڑے گا یا تیس شعبان کا روزہ تیس رمضان کے روزے کا بدل بن جائے گا۔

4۔میرا ذاتی عمل یعنی بامر مجبوری تیس شعبان کو روزہ رکھنا اور تیس رمضان کو عید الفطر منانا شرعاً کیسا ہے اور اگر میرا روزے کے ساتھ عید پڑھانا شرعاً درست نہیں ہے تو میں کیا کروں،اسی طرح دیگر ائمۂ کرام جو حالات اور ماحول کے جبر کے تحت ایسا کرتے ہیں ،اُن کے بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے،وہ گنہگار ہوئے یا نہیں۔

(سائل:عبدالقادر،پشاور)

18مارچ2018ء

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الجواب

سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ فرض عبادت یقین کے ساتھ ادا ہوتی ہے،شک وشبہے کی کیفیت میں نہیں،چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

(1)عَنۡ صِلَةَ بۡنِ زُفَرَ، قَالَ: كُنَّا عِنۡدَ عَمَّارِ بۡنِ يَاسِرٍ فَأُتِيَ بِشَاةٍ مَصۡلِيَّةٍ، فَقَالَ: كُلُوا، فَتَنَحَّى بَعۡضُ الۡقَوۡمِ، فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنۡ صَامَ الۡيَوۡمَ الَّذِي يَشُكُّ فِيهِ النَّاسُ فَقَدۡ عَصَى أَبَا الۡقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ:"صلہ بن زفر بیان کرتے ہیں:ہم عمار بن یاسر کے پاس تھے کہ بھنی ہوئی بکری

لائی گئی ،انہوں نے کہا: کھاؤ،تو کچھ لوگ ایک طرف ہو گئے اور کہا: ہم روزے سے ہیں ،حضرت عمار نے کہا: جس نے شک کے دن روزہ رکھا تو اس نے ابوالقاسم (سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی،"۔

(سنن ترمذی:686)

اس حدیث کے تحت امام ترمذی لکھتے ہیں:

"عمار کی حدیث حسن صحیح ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اُن کے تابعین میں سے اکثر کا اس پر عمل ہے۔سفیانِ ثوری، مالک بن انس،عبداللہ بن مبارک،امام محمد بن ادریس الشافعی،امام احمد بن حنبل اور امام محمد اسحاق نے یومِ شک کے روزے کو ناپسند کیا ہے اور اکثر کی رائے ہے: اگر (30 شعبان کو) یوم شک کا روزہ رکھا (اور بعد میں ثابت ہوا کہ وہ رمضان کی پہلی تاریخ تھی تو یہ اس کے قائم مقام نہیں ہوگا، بلکہ) اسے چاہیے کہ رمضان کے ایک روزے کی قضا کرے"۔

(2)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: أَلَا لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِيَوْمٍ أَوِ اثْنَيْنِ، إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا فَلْيَصُمْهُ-

ترجمہ:"حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ماہِ رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھا کرو، ماسوا اس کے کہ کسی شخص کا کسی خاص دن نفلی روزہ رکھنے کا معمول ہے،تو وہ رکھ سکتا ہے (کیونکہ اس میں تشکیک نہیں ہے)،"۔

(سنن نسائی:2190)

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں تیس شعبان کو شک کی کیفیت میں (یعنی اس

نیت سے کہ اگر یہ رمضان ہے تو فرض روزہ اور اگر یہ تیس شعبان ہے تو نفل روزہ) روزہ رکھنے سے منع فرمایا، کیونکہ فرض عبادت تیقّن کے ساتھ ہونی چاہیے، نہ کہ شک کی کیفیت میں۔

ملک العلماء علامہ علاء الدین ابوبکر کاسانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

وَمِنْهَا صَوْمُ يَوْمِ الشَّكِّ بِنِيَّةِ رَمَضَانَ أَوْ بِنِيَّةٍ مُتَرَدِّدَةٍ، أَمَّا بِنِيَّةِ رَمَضَانَ فَلِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُصَامُ الْيَوْمُ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ مِنْ رَمَضَانَ إِلَّا تَطَوُّعًا، وَعَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ: أَنَّهُمْ كَانُوا يَنْهَوْنَ عَنْ صَوْمِ الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ مِنْ رَمَضَانَ وَلِأَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَزِيدَ فِي رَمَضَانَ۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: لَأَنْ أُفْطِرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ أَقْضِيَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَزِيدَ فِيهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ، وَأَمَّا النِّيَّةُ الْمُتَرَدِّدَةُ بِأَنْ نَوَى أَنْ يَكُونَ صَوْمُهُ عَنْ رَمَضَانَ إِنْ كَانَ الْيَوْمُ مِنْ رَمَضَانَ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ يَكُونُ تَطَوُّعًا فَلِأَنَّ النِّيَّةَ الْمُتَرَدِّدَةَ لَا تَكُونُ نِيَّةً حَقِيقَةً لِأَنَّ النِّيَّةَ تَعْيِينٌ لِلْعَمَلِ، وَالتَّرَدُّدُ يَمْنَعُ التَّعْيِينَ

ترجمہ: ’’جن ایام کے روزے رکھنے منع ہیں، ان میں شک کے دن کا روزہ بھی ہے، خواہ اُسے رمضان کی نیت سے رکھے یا متردّد نیت کے ساتھ رکھے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس دن کے رمضان ہونے کے بارے میں شک ہو، اس دن کا روزہ نہیں رکھا جائے گا سوائے نفلی روزے کے۔ اور حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے: یہ حضرات قدسیہ رمضان کی نیت سے یوم شک کا روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے، کیونکہ اس طرح یہ شخص رمضان کے روزوں میں اضافہ کرنا چاہتا

ہے(اورفرض میں اپنی طرف سے اضافہ ممنوع وبدعت ہے)،حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رمضان کے ایک دن کا روزہ چھوڑ کر اس کی قضا کرلینا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں (رمضان شروع ہونے کا علم نہ ہونے پر)رمضان کا روزہ چھوڑ دوں اور پھراس کی قضا کروں ، یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں غیرِ رمضان کو رمضان میں شامل کردوں ۔اور نیت میں تردُّد یہ ہے کہ کوئی یہ نعت کرے کہ اگر آج رمضان ہےتو یہ روزہ رمضان کا ہوجائے اور اگر رمضان نہیں ہےتو نفلی ہوجائے ،اس لیے کہ تردّد کے ساتھ نیت درحقیقت نیت ہے ہی نہیں، کیونکہ نیت عمل کی حیثیت کو متعین کرنے کا نام ہےاور تردّد تعیین سے مانع ہے، "۔

(بدائع الصنائع، ج:2، ص:117)

رمضان کے شرعی ثبوت کے بغیر رمضان کی نیت سے روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہےاور گناہ کا سبب ہے۔

درمختار میں ہے:

وَلَوْ جَزَمَ أَنْ يَكُونَ عَنْ رَمَضَانَ كُرِهَ تَحْرِيمًا

ترجمہ:"اگرکسی نے یوم شک میں یقینی رمضان ہونے کی نیت سے روزہ رکھا،تو یہ مکروہ تحریمی ہے، "۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج:3، ص:310)

علامہ سید ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

لِلتَّشَبُّهِ بِأَهْلِ الْكِتَابِ، لِأَنَّهُمْ زَادُوا فِي صَوْمِهِمْ وَعَلَيْهِ حُمِلَ حَدِيثُ النَّهْيِ عَنْ

التَّقَدُّمِ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ

ترجمہ: ''یہ عمل اہل کتاب کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے روزوں کی تعداد میں اضافہ کرلیا تھا اور رمضان سے ایک یا دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت والی حدیث اسی معنی پر محمول ہے،''۔

(ردالمحتار، ج:3، ص:310)

مزید یہ کہ غیرِ رمضان کا روزہ رمضان کے دانستہ چھوڑے ہوئے روزے کا بدل نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ یہ حضرات بالعموم تیس رمضان کو عید مناتے ہیں، ایک روایت میں ہے:

قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ مِنَ اللهِ لَقِيَ اللهَ بِهِ، وَإِنْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا: جس نے رمضان کا ایک (فرض) روزہ رخصتِ شرعی کے بغیر چھوڑا، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے تو اسے عذاب دے، خواہ ساری عمر (نفلی روزہ) رکھتا رہے،''۔

(مصنف عبدالرزاق:7476)

الغرض تیس شعبان کا روزہ، خواہ نفل کی نیت سے رکھا ہو یا نفل اور فرض کے درمیان دائر کر کے رکھا ہو، رمضان مبارک کے فرض روزے کا بدل نہیں ہوسکتا اور ایک دن پہلے عید کرنے اور کرانے والوں کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈرنا چاہیے، ہمیں حیرت ہے کہ یہ لوگ اتنے لوگوں کے روزے کا بوجھ اپنے سر پر کیوں لیتے ہیں، جبکہ صدرِ مملکت کی طرف سے

ان پر قضا کی ذمے داری عائد نہیں کی گئی۔ نیز ان کا یہ کہنا کہ ہماری مسجد میں ڈیڑھ سو سال سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے، لہٰذا یہ ان کا موروثی منصب ہے، تو نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ قضا ریاست کی طرف سے تفویض کی جاتی ہے، موروثی نہیں ہوتی۔ انگریزوں کے زمانے میں تو اس کا جواز تھا کہ ریاست برطانوی استعمار کے قبضے میں تھی، لیکن اب اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان ہی رمضان المبارک اور عید الفطر کا اعلان کرنے کی مُجاز ہے، کیونکہ اُن کو یہ ذمے داری ریاست نے تفویض کی ہے۔ یہاں یہ واضح کردینا بھی ضروری ہے کہ یہ مسلکی خلافیات کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ یہ پشاور یا مردان یا بنوں کے چند علمائے کرام کی ذاتی انا کا مسئلہ ہے۔ آپ اور دیگر ائمہ وخطبائے کرام لوگوں کو وقتاً فوقتاً مسائل بیان کیا کریں اور اُن کی ذہن سازی کیا کریں تاکہ وہ آپ کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہوں اور اپنے روزے اور اعتکاف برباد نہ کریں۔ نیز یہ کہ عید کی نماز فقہ حنفی میں واجب ہے اور دیگر ائمہ کے نزدیک سنت ہے، جبکہ روزہ فرض ہے۔ عید الفطر کی نماز عید کے دن ہی مشروع ہے اور کوئی عبادت اپنی مشروعیت سے قبل ادا نہیں کی جاسکتی، اس لیے بہتر شعار لوگوں کو شرعی دلائل کی روشنی میں قائل کرنا ہے۔ مجھ سے بااختیار اداروں کے ذمے داران نے پوچھا کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے، میں نے عرض کیا: اگر کسی کی نظر میں یہ تہوار ہے، تو پارلیمنٹ یا بااختیار اتھارٹی اس کا دن مقرر کرسکتی ہے، لیکن اگر یہ عبادت ہے اور حقیقت بھی یہی ہے، تو عبادت اس کی شرائط کے مطابق ادا ہوگی۔ میں نے مزید کہا: چند سال پہلے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کراچی کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے، یہاں امن

قائم کیا جاسکتا ہے،قتل و غارت ،فساد ، بھتہ خوری ،اِغوا برائے تاوان اور آئے دن کی ہڑتالوں کوروکا جاسکتا ہے،لیکن ریاست کے مقتدرین نے فیصلہ کیا تو الحمدللہ! ایسا ہوگیا اور ہم سب مشاہدہ کررہے ہیں،ریاست کے مقتدرین کا عزم وارادہ نہ ہوتو چند خودسر علماء قابو میں نہیں آتے ،آخر کیوں؟۔یہ چند علماء بڑے حوصلے والے ہیں کہ لوگوں کی عبادت از خود اپنے سر لے رہے ہیں ،حالانکہ اُن پر ریاست نے یہ ذمے داری عائد نہیں کی ۔آپ دیکھیں گے: جس دن قانون کی طاقت حرکت میں آئے گی ،یہی لوگ ہوں گے اور سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا، یہ چند لوگ ایم کیوایم اور امن کمیٹی سے زیادہ طاقتور نہیں ہیں۔تاہم جو ائمۂ کرام انتہائی دباؤ میں ہوتے ہیں اور کراہت کے ساتھ عید کی نماز پڑھاتے ہیں،یعنی اُن پر اکراہ کی حالت ہوتی ہے،تو اس صورت میں وہ گناہ سے بری ہیں،لیکن جو مفتیانِ کرام ان حالات میں فتوے دے کرلوگوں کو یومِ شک کا روزہ رمضان کے نام پر رکھواتے ہیں یا تیس رمضان کے روزے ،اعتکاف اور عید کی نماز سے محروم کرتے ہیں،وہ یقیناعنداللہ جوابدہ ہوں گے۔

ذیل میں ہم مفتی نظام الدین سرکانی،شیخ الحدیث الجامعۃ الامانیہ گجرآباد،پشاور کا 26 شعبان المعظم 1435ہجری کا جاری کردہ فتویٰ سوال وجواب سمیت شامل کر رہے ہیں اور ہمیں اس سے مِنجملہ اتفاق ہے،البتہ کفارہ روزہ نہ رکھنے سے لازم نہیں آتا، عذر یا بلا عذر رمضان کا روزہ چھوڑنے پر قضا لازم ہوتی ہے،کفارہ روزہ رکھ کر بلا عذر توڑنے سے لازم آتا ہے۔

پرائیویٹ رویت ہلال کمیٹیوں کی شرعی حیثیت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسئلے کے بارے میں کہ پاکستان کی مرکزی حکومت کی طرف سے ملک کے تمام صوبوں کے لیے رویت ہلال کا انتظام بصورتِ مجلس قضاء ایک مستند عالم دین کی قضاوت میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے نام سے موجود ہے اور اس عالم دین کو دیگر جید علمائے کرام کا تعاون بھی حاصل ہے۔حکومت پاکستان کے دائرۂ اختیار کے اندر تمام صوبے انہی کے اعلان پر رمضان اور عیدین کرتے ہیں، جبکہ صرف صوبہ خیبر پختونخوا میں متعلقہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے مقابلے میں ایک درجن سے زائد کمیٹیاں موجود ہیں، واضح رہے کہ ان میں سے ایک کمیٹی کو صوبائی حکومت کی سرپرستی بھی حاصل ہے، مرکزی اور صوبائی کمیٹیوں کے اعلان رمضان اور عیدین میں ایک دو دن فرق ہوتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ صورت حال میں کون سی کمیٹی کا اعلان شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اور شرعاً معتبر ہے؟، اور شرعاً غیر معتبر کمیٹیوں کے اعلان پر رمضان اور عیدین منانے کی شرعی حیثیت اور حکم کیا ہوگا، بینوا توجروا،

(سائل: قاری انعام اللہ ہزارخوانی، پشاور)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

حَامِدًا وَمُصَلِّیًا

اَلۡجَوَاب بِتَوۡفِیۡقِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَعَوۡنِہٖ

جواب عرض کرنے سے پہلے بطور تمہید چند باتوں کو پیش کرنا ضروری سمجھتا

ہوں تاکہ جواب کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئر مین کون صاحب ہیں اور کس مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور صوبے کے اندر مرکز کے علاوہ یا مقابلے میں جو کمیٹیاں موجود ہیں، ان کمیٹیوں کے پسِ پردہ اصل محرکات کیا ہے۔

مسئلہ رویت ہلال دیوبندی اور بریلوی کے درمیان متنازعہ مسائل میں سے بھی نہیں ہے۔وہ اس لیے کہ خیبر پختونخوا کی بہ نسبت کراچی اور پنجاب میں دیوبند مکتبہ فکر کے جید علمائے کرام موجود ہیں ،لیکن وہاں سے خیبر پختونخوا کی طرح صدائے احتجاج بلند نہیں ہورہا ہے۔ رویت ہلال کے مسئلے کو ہم اگر مسلکی خول ،سیاسی اغراض و مقاصد اور انانیت کے درودیوار کو پھاڑ کر ایک علمی اور فقہی مسئلے کی حیثیت سے دیکھیں تو یہ ایک خالص علمی ، دینی ،فقہی اور مذہبی مسئلہ ہے۔مسئلہ رویت ہلال کی شرعی حیثیت کو صورت مسئولہ کے تناظر میں معلوم کرنے کے لیے ایک ضابطہ کو مدنظر رکھنا ضروری ہے،ضابطہ یہ ہے کہ جس بات کا تعلق شہادت سے ہوتو اس کے لیے مجلسِ قضاء ضروری ہے اور مجلس قضاء کے لیے قاضی کا ہونا ضروری ہے اور قاضی کی تعریف فقہ حنفی کی مستند کتابوں کی روشنی میں یہ ہے کہ قاضی وہ ہوتا ہے جس کو بادشاہ یا حکومت وقت نے منصب قضاء پر مقرر کیا ہو، محدود وقت کے لیے یا غیر محدود وقت کے لیے ،مخصوص علاقے کے لیے یا پورے بادشاہ حکومت کے دائرۂ اختیار کے اندر تمام علاقوں کے لیے تمام مسائل یا کسی ایک نوع کے مسائل یا کسی مخصوص مسئلہ کے لیے۔ جو بادشاہ ،قاضی مقرر کرتا ہے،اس کے لیے عادل ہونا اور

مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔

مجلہ میں ہے:

''لا تعتبر الشهادة تقع خارج مجلس المحاكمة''۔

ترجمہ: ''جو شہادت قاضی عدالت سے خارج ادا کی جائے، وہ شرعاً معتبر نہیں ہے،''۔

(مجلّہ، مادہ نمبر 1687)

شرح مجلہ میں ہے:

''ومن شروط اداء الشهادة مجلس القاضی فانه یتقید بمجلس حکمه المعین من الامام وبمحل ولایته''۔

ترجمہ: ''گواہی کی ادائیگی کے لیے شرط ہے کہ قاضی کے عدالت میں ہوں، اس لیے کہ شریعت نے گواہی کو ایسے قاضی کی عدالت اور حکم کے ساتھ خاص کیا ہے جو حاکم نے مقرر کیا ہو اور اس کی حدود ولایت کے اندر ہو،''۔

(شرح المجلة لسلیم رستم باز، ص: 1002)

فتح القدیر میں ہے:

''الشهادة شرعا اخبار صادق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القضاء''۔

ترجمہ: ''شہادت لغت میں سچی اور یقینی خبر دینے کو کہا جاتا ہے اور شریعت میں کسی شرعی حکم کو ثابت کرنے کے لیے لفظ اشھدُ کے ساتھ مجلس قضاء میں سچی خبر دینے کو کہا جاتا ہے،''۔

(فتح القدیر، ج:6، ص:2)

ردالمحتار میں ہے:

''الشهادة شرعا اخبار صادق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القاضی''۔

ترجمہ:''شریعت میں شہادت وہ سچی خبر ہے جو کسی حق کو ثابت کرنے کے لیے لفظ اشھدُ کے ساتھ ہو اور قاضی کی مجلس میں ادا کی گئی ہو،

(الفقه الاسلامی و ادلته، ج:8، ص:1028)

قاضی کی تعریف کے بارے میں مجلہ میں ہے:

''القاضی هو الذات الذی نصب وعین من قبل السلطان''۔

ترجمہ:''قاضی وہ ہوتا ہے جو مقرر کیا گیا ہو بادشاہ کی جانب سے''۔

(المجلة، ماده: 785، در الحکام، ج:4، ص:583، 400، شرح مجلة لخالد اتاسی، ج:4، ص:6، فتاوی الهندیه، ج:3، ص:306، 307)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''واذا اجتمع اهل بلدة علی رجل وجعلوه قاضیا لیقضی فیا بینهم لا یصیر قاضیا''۔

ترجمہ:''اگر ایک علاقے کے لوگ ایک آدمی پر اتفاق کریں اور اس کو فیصلے کرنے کے لیے قاضی بنا دیں تو وہ شرعی طور پر قاضی نہیں ہوسکتا۔

(الهندیه، ج:3، ص:315)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''ویجوز تقلید القضاء من السلطان العادل والجائر۔۔۔وذکر فی الملتقط والاسلام لیس بشرط فی السلطان الذی یقلد''۔

ترجمہ: بادشاہ کی طرف سے قضاء کی سپردگی جائز ہے، بادشاہ عادل ہو یا ظالم ہو اور ملتقط میں ہے کہ جو بادشاہ قاضی کو منصب قضاء سپرد کرتا ہے، اس کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں ہے،''۔

(الهندیه، ج:3، ص:307)

مجلہ میں ہے:

''القضاء يتقيد ويتحصص بالزمان والمكان''

ترجمہ:'' قاضی کے قضاء کو وقت اور مکان کے ساتھ محدود کرنا جائز ہے،''۔

(المجله، ماده:1801)

ردالمحتار اور درر الحکام میں ہے:

''ويتخصص (اى القضاء) بالزمان والمكان وخصومة''۔

ترجمہ:'' قاضی کے قضاء کو وقت، مکان اور کسی ایک مسئلہ کے ساتھ مخصوص کیا جا سکتا ہے،''

(ردالمحتار، ج:4، ص:250، درر الحکام، ج:4، ص:600)

جواہر الفقہ میں ہے:

''رویت ہلال کے متعلق جو تحریر ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی خبر صادق اور یقین کو دوسروں پر لازم اور مسلط کرنے کے لیے ضابطہ شہادت کا قائم ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر کوئی قاضی یا حکم بھی اپنے یقین کو دوسروں پر مسلط نہیں کر سکتا''۔

تو اب مسئلہ یہ ہے کہ جب چاند کی رویت سے اگر مانع موجود ہو تو رمضان کے لیے ایک ثقہ کی اور عیدین کے لیے دو ثقہ مسلمانوں کی شہادت کا اعتبار

کیا جاسکتا ہے اور اگر مانع موجود نہ ہو تو دو چار آدمیوں کا دیکھنا اور شہادت دینا شرعاً نا قابل اعتبار ہے، جب تک مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت ہلال کے دیکھنے کی شہادت نہ دے، تو رویت ہلال کے اثبات کے لیے بھی تمام فقہائے اسلام باستثناء ایک صورت شہادت ذکر کرتے ہیں۔

لہٰذا درج بالا حوالہ جات کی روشنی میں رویت ہلال کمیٹی کو شرعی طور پر مجلس قضاء کی حیثیت حاصل ہے اور اس کے چیئرمین کو قاضی کی حیثیت حاصل ہے۔

تو مرکزی کمیٹی کا اعلان شرعاً معتبر اور درست ہے اور ان کے علاوہ پاکستان کے دائرۂ کنٹرول کے اندر کسی قسم کی کمیٹی رویت ہلال کے لیے شرعی طور پر غیر معتبر ہے۔

صوبہ خیبر پختونخوا حکومت کی حیثیت والی اور صوبے کی حیثیت ولایت کی ہے، شرعی طور پر مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے مقابلے میں کسی کمیٹی کی حمایت کرنا غیر مشروع اور صوبائی حکومت کی حمایت سے مرکز کے مقابلے میں کوئی بھی کمیٹی مجلس قضاء کی حیثیت اختیار نہیں کرسکتی ہے، مرکز کے مقابلے میں رویت ہلال کی تمام کمیٹیوں کی حیثیت کالعدم ہے۔ الحاصل: مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے حکم کے مطابق عام حالات میں روزہ رکھنا اور عیدین منانا لازم اور شرعی طور پر درست وصحیح ہے۔

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے اعلان سے قبل پاکستان کے اندر دیگر کمیٹیوں کے مفتیوں کے اعلان پر افطار کرنا ناجائز اور غیر مشروع ہونے کے ساتھ

عامی پر قضاء اور عالم پر کفارہ لازم ہے، اس لیے امداد المفتیین میں ہے:

''لان قول المفتی شبۃ فی حق العامی لافی حق العالم وبالشبہ تسقط الکفارۃ،''۔

(امداد المفتین، ج:2، ص:473)

واللہ اعلم بالصواب

انا الافقر مفتی نظام الدین سرکانی عفی عنہ

خادم القرآن والحدیث بالجامعۃ الامانیہ گجرآباد، پشاور

(طبع دوئم، 26 شعبان المعظم 1435ھ)